ملک العلماء کی تصانیف
کا موضوعاتی جائزہ

ڈاکٹر غلام جابر شمس مصباحی انڈیا

ملک العلماء ۱۳۰۳ھ میں پیدا ہوئے ۱۳۸۲ھ میں آپ نے وفات پائی۔ کم وبیش ۸۰ سال کی عمر پائی۔ ان کے ۲۲ ر برس حصولِ علم میں گزرے، انھوں نے کوئی ۵۸ یا ۶۰ سال دین، علمِ دین کی خدمت کی اور خوب کی۔ درس وتدریس، تعلیم وافادہ، تصنیف وتالیف، تقریرو مناظرہ، دعوت وتبلیغ، اصلاح وتذکیر، بیعت وارشاد، غرض ہر جہت سے انہوں نے دین واہلِ دین کی خدمت یوں کی کہ دین اور دین داروں کا سر فخر سے اونچا کردیا۔ تعلیم وتدریس اور تالیف وتصنیف بطورِ خاص اُن کا میدان تھا۔ اس میدان میں وہ اپنے معاصرین میں ذروۂ کمال تک پہنچے۔

حدیث میں مشہور استاذ حدیث حضرت مولانا شاہ محمد وصی احمد محدث سورتی، معقولات میں مشہور معقولی عالم حضرت مولانا شاہ احمد حسن پنجابی ثم کان پوری اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا اُن کے اساتذہ میں تھے۔ لیکن سب سے زیادہ علمی کمالات اور فنی برتری انہوں نے امام احمد رضا سے حاصل کی۔ ملک العلماء تو اس پر نازاں تھے ہی، امام احمد رضا کو بھی اپنے اس شاگرد پر بے حد ناز تھا۔ اس کا اظہار مکتوباتِ رضا سے بھی ہوتا ہے۔ امام احمد رضا کے علوم وفنون کے وہ سچے جانشین تھے، افکار ونظریات کے بے باک ترجمان تھے، اُن کی تصانیف و تحقیقات اور منہج واسلوب سے یہ عیاں ہے۔ اُن کی تحریر ونگارش پر امام احمد رضا کے اسلوبِ تحقیق کی گہری چھاپ بھی دکھائی دیتی ہے۔ اُن کی علمی وفنی خوبیاں اتنی گونا گوں ہیں کہ وہ حقیقتاً مظہر اعلیٰ حضرت معلوم ہوتے ہیں۔

ملک العلماء تعدادِ علوم اور تعدادِ تصانیف میں خصوصی امتیاز رکھتے ہیں۔ امام احمد رضا کے خلفا وتلامذہ میں یہ امتیاز کہیں اور نظر نہیں آتا۔ وہ کثیر التصانیف بزرگ تو تھے ہی، صاحب مآثر واخلاقِ حسنہ بھی تھے۔ انہوں نے ۱۳۲۲ھ سے لکھنا شروع کیا، جب عمر کی انیسویں بہار

تھی، طالب علمی کا عہد تھا۔ وہ بھی کوئی معمولی کتاب نہیں، حضرت قاضی عیاض مالکی کی 'کتاب الشفا' کی شرح لکھی، اردو میں نہیں، عربی کتاب کی شرح عربی زبان میں لکھی۔ یہ اُن کا آغاز تھا، اوّلین نقش تھا۔ پھر تو کتابوں پر کتابیں لکھتے گئے، تحقیقات وتراجم اور تعلیقات وشروح کی ایک بڑی تعداد یادگار چھوڑی۔ اُن کے رشحاتِ قلم کی تعداد ستّر سے بھی زائد ہے۔ پروفیسر مختارالدین احمد صاحب نے 'حیاتِ ملک العلماء' میں ستّر کتابوں کا ذکر کیا ہے۔ حیاتِ ملک العلماء مرتبہ ڈاکٹر مختارالدین احمد شائع کردہ ادارہ معارفِ نعمانیہ لاہور (مئی ۱۹۹۳ء) میں تصانیف کی تعداد زائد ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے یہاں صرف ان تصانیف کا ذکر کیا ہے جو موجود ہیں یا جن کے وجود کا کہیں نہ کہیں ذکر ملتا ہے۔ امامِ علم وفن مظہر اعلیٰ حضرت حضرت خواجہ مظفر حسین رضوی فرماتے ہیں:- ملک العلماء کی تصانیف کی مطبوعہ فہرست میری نظر سے گزری ہے۔ جس میں ایک سو کتابوں کے نام درج تھے، وہ فہرست کسی کتاب کے آخر میں چھپی تھی۔ ڈاکٹر مختارالدین احمد صاحب نے مکاتیب مفتی اعظم (علی گڑھ ۲۰۰۷ء) کے سرورق پر طارق مختار صاحب کی مرتب کردہ فہرست شائع کی ہے۔ اس میں ملک العلماء کی ۶۷/تصانیف کا مختصر تذکرہ ہے۔ 'مختار نامہ' مطبوعہ علی گڑھ کے مطالعے سے پتا چلا کہ ڈیڑھ سو کتب ورسائل کے مصنف تھے ملک العلماء۔ 'مختار نامہ' کے مرتبین ہیں ڈاکٹر عطا خورشید اور میر الٰہی ندیم (علی گڑھ)۔

کتاب خوانی آسان ہے، کتاب فہمی مشکل ہے۔ اسی طرح کتاب بینی آسان ہے، کتاب نویسی مشکل ہے۔ یہ مشکل اس وقت اور بڑھ جاتی ہے، جب کہ وہ زیرِ تصنیف کتاب علمی، اُصولی، کلامی ہو۔ نقل واخذ اور مختصرات، ملخصات، مقتبسات سے کتاب تیار کر لینا کوئی مشکل نہیں۔ مشکل تو جب ہے کہ وہ کتاب کسی خاص دقیق فن میں ہو، متنی تحقیق، مخطوط شناسی، فنِ تدوین کے اصول وقواعد کی رعایت بھی کرتا ہو۔ ملک العلماء اس خصوص میں

خاصے منفرد تھے۔اُن کی کتابیں،نقل واقتباس کا مجموعہ نہیں،تحقیقاتِ عالیہ وتدقیقاتِ غالیہ کا مرقع ہیں۔جس طرح امام احمد رضا کی عام تحقیقات کے سمجھنے سے زمانہ قاصر ہے،اسی طرح ملک العلماء کی بعض تحقیقات سے علماے عصر حیران وششدر ہیں۔اس مختصر تحریر میں ملک العلماء کی تصانیف کا موضوعاتی جائزہ پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔اس جائزے میں درسی، غیر درسی،تصنیف، تالیف،تحقیق، ترجمہ،تعلیق،تشریح، تاریخ، تذکرہ، سیرت، سوانح، فضائل ومناقب،شجرونسب سب شامل ہے۔ابتدادرسی کتابوں سے کرتے ہیں۔

درسِ نظامیہ کی پہلی جماعت کی پہلی کتاب 'میزان' ہے۔ یہ علمِ صرف میں ہے۔ ملک العلماء نے علمِ صرف میں ایک کتاب لکھی ہے،اس کا نام 'عافیہ' ہے۔علمِ نحو میں چار(۴) کتابیں لکھی ہیں۔پہلی 'وافیہ' ہے، دوسری 'التعلیق علی مغنی اللبیب' ہے،تیسری 'القصر المبنی علی بناء المغنی' ہے۔علمِ منطق میں ایک کتاب لکھی ہے، نام 'تقریب' ہے۔علمِ فلسفہ میں دو کتابیں لکھی ہیں، پہلی 'تہذیب' ہے، دوسری 'الانوار الامعۃ من الشّمس البازغۃ' ہے۔علمِ کلام میں ایک کتاب ہے، نام 'الفوائد التامۃ فی اجوبۃ الامور العامۃ' ہے۔فنِ حدیث میں تین کتابیں لکھی ہیں، پہلی حضرت قاضی عیاض کی 'کتاب الشفا شریف' کی شرح ہے، دوسری 'نزول المکیۃ باسانید الاجازۃ المتینۃ' ہے،تیسری 'الجامع الرضوی معروف بصحیح البہاری' ہے۔اصولِ حدیث میں اکلوتی کتاب 'الافادۃ الرضویۃ' ہے۔فقہ میں پندرہ کتابیں تحریر کی ہیں،اصولِ فقہ میں وہی ایک کتاب ہے،اس کا نام 'تسہیل الوصول الی علم الاصول' ہے۔ردّ ومناظرہ میں دس کتابیں تحریر کی ہیں۔فنِ ہیئت،توقیت، ریاضی،تکسیر میں سات کتابیں ہیں۔تاریخ وتذکرہ، اخلاق ونصائح، فضائل ومناقب، انساب میں قریب بیس کتابیں ہیں۔موضوعی اعتبار سے ایک خام فہرست یہ ہے:

(۱)عافیہ(۲)وافیہ(۳)التعلیق علیٰ شروح المغنی (۴)القصر المبنی علیٰ بناء المغنی

(۵)تقریب (۶)تہذیب (۷)الانوارالامعۃ من الشّمس البازغہ

(۸)الفوائد التامہ فی اجوبۃ الامور العامہ

(۹)شرح کتاب الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ ۱۳۲۴ھ

(۱۰)الجا مع الرضوی معروف بصحیح البھاری

(۱۱)نزول المکیه با سانید الاجازات المتینه

(۱۲)الا فا دات الرضویه

(۱۳)التعلیق علی القدوری۵ ۲ ۳ ۱ ه

(۱۴) تسهیل الا صول الی علم الا صول

(۱۵) نا فع البشر فی فتا ویٰ ظفر

(۱۶) تحفةالا حباب فی الکوّ ة و الباب ۱۳۲۶ ه

(۱۷) مو اهب ارواح القدس لکشف حکم العرس ۱۳۲۳ ه

(۱۸) اعـلام الـمسـاجـد بعر ف جلو د الاضحیة فی المساجد ۱۳۲۵ ه،غیر مطبوعه

(۱۹) بسط الراحة فی الخطر و الا با حة ۱۳۲۶ ه، غیر مطبوعه

(۲۰) الفیض الرضوی فی تکمیل العر بی ۱۳۲۶ ه غیر مطبو عه

(۲۱) القول الا ظهر فی الا ذان بین یدی المنبر ۱۳۳۳ ه غیر مطبو عه

(۲۲) نها یة المنتهی فی هدا یة المبتدی ۱۳۴۳ ه غیر مطبو عه

(۲۳)مفرة الا صحاب با قسام ایصال الثو اب ۱۳۵۴ ه مطبو عه

(۲۴) تنویر المصباح عند حیّ علی الفلاح ۱۳۷۱ ه،مطبوعه

(۲۵) اصلاح ا لایضاح

(۲۶) مجموعہ فتا ویٰ

(۲۷) جامع الاقوال فی رو یة الھلال۱۳۵۷ھ،مطبو عہ

(۲۸) ھادی الھداۃلترک الموالات ۱۳۳۹ھ غیر مطبوعہ

(۲۹) الحسام المسلول علی منکر علم الرسول۱۳۲۳ھ غیر مطبوعہ

(۳۰) سجم اللنزہ علی الکلاب الممطرہ ۱۳۲۸ھ غیر مطبوعہ

(۳۱) النبراس لدفع ظلام المنھاس ۱۳۲۹ھ غیر مطبوعہ

(۳۲) رفع الخلاف من بین الا حناف ۱۳۲۲ھ،غیر مطبوعہ

(۳۳) کشف الشور عن مناظرۂ رام پور ۱۳۳۲ھ غیر مطبوعہ

(۳۴) ظفرالدین الجیّد ۱۳۲۳ھ،مطبوعہ

(۳۵) ظفرالدین الطیّب ۱۳۲۳ھ،مطبوعہ،بریلی

(۳۶) شکست سفاھت۱۳۲۶ھ،مطبوعہ بریلی

(۳۷) گنجینۂ مناظرہ۱۳۳۴ھ بریلی

(۳۸) بدرالاسلام لمیقاۃ کل الصلوٰۃوالصیام ۱۳۳۵ھ غیر مطبوعہ

(۳۹) مؤذن الاوقات۱۳۳۵ھ مطبوعہ متعدد مقامات

(۴۰) توضیح الافلاک المعروف بسلّم السماء۱۳۴۰ھ غیر مطبوعہ

(۴۱) مشرقی کا غلط مسلک۱۳۸۴ھ مطبوعہ،اعظم گڑھ

(۴۲) الاکسیر فی علم التکسیر۱۳۳۷ھ غیر مطبوعہ

(۴۳) الجواھر والیواقیت فی علم التوقیت معروف بتوضیح التوقیت ۱۳۳۰ھ مطبوعہ مرادآباد

(۴۴) مشرقی اور سمت قبلہ ۱۳۵۸ھ مطبوعہ اعظم گڑھ

(۴۵) حیزالسلوک فی نسب الملوک ۱۳۳۲ھ غیر مطبوعہ
(۴۶) تنویر السراج فی ذکرالمعراج ۱۳۵۲ھ مطبوعہ وغیرمطبوعہ
(۴۷) مولود رضوی ۱۳۶۰ھ غیر مطبوعہ
(۴۸) تحفۃ العظماء فی فضل العلما ۱۳۶۵ھ مطبوعہ
(۴۹) حیات اعلیٰ حضرت ۱۳۶۹ھ چار جلد مطبوعہ
(۵۰) النور والضیافی سلاسل الاولیا غیرمطبوعہ
(۵۱) مکاتیب ملک العلماء، قلمی
(۵۲) مبین الھدی فی نفی امکان المصطفیٰ ۱۳۲۳ھ غیر مطبوعہ
(۵۳) تحفۃ الحبار فی اخبار الاخیار ۱۳۳۷ھ غیر مطبوعہ
(۵۴) اعلام الاعلام باحوال العرب قبل الاسلام ۱۳۴۱ھ، غیر مطبوعہ
(۵۵) المجمل المعدّد لتا لیفات المجدّد ۱۳۲۷ھ مطبوعہ پٹنہ، لاہور
(۵۶) جواھر البیان فی ترجمۃ خیرالحسان ۱۳۳۳ھ مطبوعہ کلکتہ، لاہور، ترکی
(۵۷) سرورالقلوب المحزون فی الصبر عن نور العیون ۱۳۳۸ھ مطبوعہ پٹنہ
(۵۸) دلچسپ مکالمہ ۱۳۴۷ھ غیر مطبوعہ پٹنہ
(۵۹) زواج الایامیٰ ۱۳۴۵ھ غیرمطبوعہ
(۶۰) تد بیر اکثریت ۱۳۴۷ھ مطبوعہ پٹنہ
(۶۱) تنویرالسراج فی ذکر المعراج ۱۳۵۳ مطبوعہ و غیر مطبوعہ
(۶۲) سدالفرار لمهاجری بھار ۱۳۶۶ھ مطبوعہ، پٹنہ
(۶۳) چودہویں صدی کے مجدد ۱۳۶۷ھ مطبوعہ، رام پور، لاہور، دیناج پور

(۶۴) ندوۃ العلما ۱۳۳۸ھ، مطبوعہ، رام پور

(۶۵) رسالہ مطبوعہ، مبارکپور

(۶۶) التحقیق المبین لکلمات التر بین

(۶۷) اطیب الاکسیر فی علم التکسیر ۱۳۳۰ھ غیر مطبوعہ

(۶۸) معظم المبانی فی حروف المعانی ۱۳۳۷ھ غیر مطبوعہ

(۶۹) عید کا چاند ۱۳۵۲ء مطبوعہ دہلی

(۷۰) مکتوبات مشاہیر بنام ملک العلماء (یہ ذخیرہ پروفیسر مختار الدین احمد صاحب کے پاس محفوظ ہے)

بعض کتابوں کا قدرے تفصیلی تعارف یہ ہے، آغاز پھر درسی کتابوں سے کرتے ہیں۔ درسِ نظامیہ کے نصاب کا تعین ملا نظام الدین سہالوی نے صدیوں پہلے کیا تھا۔ درس و تعلیم کی مدت سولہ سال تھی۔ تقاضائے وقت کے لحاظ سے گھٹتے گھٹاتے اب آٹھ سالہ مدت رہ گئی ہے۔ داخلِ درس کتابوں میں بھی کافی ردّ و بدل ہوتا رہا ہے۔ آج کے دور میں یہ مدت اور نصاب پھر زیر بحث ہے۔ نصاب کی تبدیلی پر بطور خاص غور وخوض کیا جا رہا ہے۔ دقیق درسی کتابوں کی تسہیل پر زور دیا جا رہا ہے۔ مختصرات و ملخصات کی تیاری بھی زیر غور ہے۔ اسی طرح حواشی، تعلیقات، تشریحات کی بھی ضرورت پیش نظر ہے۔ ان تقاضوں کو سامنے رکھ کر دیکھا جائے، تو سواد اعظم کے خیمے میں ملک العلماء وہ پہلی شخصیت ہیں جنہوں نے ان تقاضوں کو آج سے قریب نوّے سال پہلے محسوس کر لیا تھا اور صرف، نحو، منطق، فلسفہ کے خلاصے تیار کر دیئے تھے۔ یہ خلاصے و مختصرات ٹھیک آج کی ضرورت کے عین مطابق ہیں۔ مدارسِ اسلامیہ کے ارباب و مجاز اور نصاب ساز حضرات ملک العلماء کی دی ہوئی گائڈ لائن سے بھرپور فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ الگ سے لکھنے لکھانے، سر کھپانے سے بھی نجات مل سکتی ہے۔

یہ وہ اہم چیزیں ہیں جن کی نقلیں لے کر اس دور میں طلبہ پڑھا کرتے اور اساتذہ استفادہ کرتے تھے۔ خیر یہ صلائے عام ہے یارانِ نکتہ داں کے لیے۔ اس جملۂ معترضہ (جو نہایت اہم) کے بعد درسی و غیر درسی کتب و رسائل پر ایک تعارفی نظر ڈالتے ہیں۔

۱) عافیہ، سن تصنیف ۱۳۳۵ھ، موضوع علمِ صرف ہے۔ اردو زبان میں نہایت عام فہم، آسان انداز میں لکھی گئی ہے۔ مبتدی طلبا کی استعداد کا خاص خیال رکھا گیا ہے۔ 'میزان' سے 'شافیہ' تک کے مسائل کا باحسن اسلوب احاطہ کیا گیا ہے۔ ۱۹۴۶ء میں مطبع حسنی پریس بریلی سے شائع ہوئی ہے صفحات کی تعداد ساٹھ (٦٠) ہے۔

۲) وافیہ، سن تصنیف ۱۳۳۵ھ ہے موضوع علمِ نحو ہے۔ علمِ نحو میں یہ کتاب بے مثال و بے نظیر ہے، زبان وہی آسان عام فہم ہے۔ پیرایۂ بیان دل نشیں ہے۔ 'نحومیر' سے 'مغنی اللبیب' تک کے نحوی قواعد، مسائل مثالیں دے دے کر ذہن نشیں کرانے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس کا قلمی نسخہ پروفیسر مختارالدین احمد صاحب کے کتب خانے میں محفوظ ہے۔ صفحات کی تعداد ۱۲۸ ہے۔

۳) التعلیق علی شروح المغنی، سن تحریر ۱۳۳۱ھ ہے۔ موضوع وہی علمِ نحو ہے۔ مشہور زمانہ نحوی کتاب 'مغنی اللبیب' پر جتنی متداول شرحیں لکھی گئی ہیں، ان تمام شروح پر ملک العلماء نے تعلیقات لکھی ہیں، اس کی زبان عربی ہے۔

۴) القول المبنی علی بناء المغنی، سال تحریر ۱۳۳۶ھ ہے۔ یہ عربی زبان میں 'مغنی اللبیب' کی شرح ہے۔ یہ کتاب ناقص الآخر ہے، اس کی تکمیل ہوسکتی ہے۔ قلمی نسخہ کتب خانۂ خاص میں موجود ہے۔

۵) معظم المبانی فی حروف المعانی، ۱۳۳۷ھ سن تالیف ہے۔ اس کا موضوع بھی وہی علمِ نحو ہے، اس کا بھی قلمی نسخہ محفوظ ہے۔

۶) **تقریب**، ۱۳۳۵ھ کی تصنیف ہے۔ موضوع علمِ منطق ہے۔ زبان وہی عام فہم، سلیس وسادہ ہے۔ انداز وہی دل نشیں ہے۔ منطق کی سب سے چھوٹی کتاب 'صغریٰ' سے منطق کی بڑی کتاب ''سلم'' تک کے مسائل پر حسین پیرائے میں گفتگو کی گئی ہے۔

۷) **تذہیب**، یہ بھی ۱۳۳۵ھ کی تصنیف ہے، اس کا موضوع علمِ فلسفہ ہے۔ علمِ فلسفہ کے جملہ ابتدائی مسائل کو حاوی ہے۔ زبان وہی اردو ہے۔ اسلوب وہی آسان وعام فہم ہے۔

۸) **الانوار الامعۃ من الشمّس البازغہ**، ۱۳۵۷ھ کی تصنیف ہے۔ موضوع ظاہر ہے، فلسفہ ہی ہے۔ فلسفہ کی مشہور اور اہم کتاب 'شمس بازغہ'، کے اہم مسائل ومباحث کی اس میں تشریح کی گئی۔ طلبا کی تقریب فہم کے لیے سوال وجواب کی صورت میں لکھی گئی ہے۔ ۴۷/ سوالات وجوابات ہیں۔ تقطیع کلاں، صفحات کی تعداد ۴۲/ ہے۔ مخطوطہ موجود ہے۔

۹) **الفوائد التامہ فی اجوبۃ الامور العامۃ**، ۱۳۵۷ھ کی تصنیف ہے۔ اس کا موضوع علمِ کلام ہے۔ یہ بھی اہم درسی کتاب ہے۔ طلبا کو علمِ کلام کے اہم مباحث ومسائل کو آسان انداز میں سمجھانے کے لیے وہی سوال وجواب کی صورت اپنائی گئی ہے۔ خطی نسخہ بخط مصنف موجود ہے۔

ملک العلماء نے فنِ حدیث میں قریب پانچ چھ کتابیں لکھی ہیں۔ اس میں سے دو کا تعلق براہِ راست مدارس اسلامیہ کے نصاب سے ہے۔ اس طرح فنِ فقہ وفتاویٰ میں قریب بیس کتب ورسائل تصنیف کیے ہیں۔ ان میں سے ایک کا تعلق نصاب درسِ نظامیہ سے ہے۔ تینوں کی تفصیل یہ ہے:

۱۰) **الجامع الرضوی معروف بصحیح البھاری**، ۱۳۴۵ھ کی تصنیف ہے۔ اس تصنیف کی غرض ہی نصاب نظامیہ کی تکمیل تھی اور ہے رسم جلد اس کو نصابِ درس میں شامل کر لینا چاہیے۔ اس کا ذکر ذرا بعد میں ہم پھر کریں گے۔

۱۱) **الا فادات الرضویہ،** ۱۳۴۴ھ کی تالیف وترتیب ہے۔موضوع اصولِ حدیث ہے۔علمِ حدیث میں یہ وہ علمی واصولی فوائدوافادات ہیں جن کوملک العلماء نے امام احمد رضا سے لیے، یاداشت کے طور پر لکھ بھی لیے، جواُن کا طریقہ تھا۔بعد میں انھیں مرتب کردیئے۔ بعید نہیں، یہی فوائد ملک العلماء 'صحیح البہاری' کے مقدمے میں منظّم شکل میں پیش کردیئے ہوں۔بہرکیف یہ فوائد آج بھی منتشر اوراق میں موجود ہیں۔مذکورہ مقدمہ اوران اوراقِ منتشرہ کوسامنے رکھ کراصولِ حدیث کی بہترین کتاب تیارکی جاسکتی ہے، جواپنی افادیت کے اعتبار سے نہایت اہم ہوگی۔

۱۲) **تسہیل الوصول الی علم الاصول،** یہ ۱۳۴۸ھ کی تصنیف ہے۔قلمی نسخہ موجود ہے اس کا موضوع اصولِ فقہ ہے۔ملک العلماء کی طبع اخاذ سے بعید نہیں، جس طرح انہوں نے اصولِ حدیث کے فوائدامام احمد رضا سے سُن کرجمع کیے، ہیئت، توقیت، ریاضی کے بہت سے قواعد، مسائل سُن کرہی بعد میں ضبطِ تحریر میں لائے۔اسی طرح ملک العلماء فقہ کے بارے میں بھی جوفوائدونکات انہوں نے امام احمد رضا سے سنے، بعد میں ترتیب دے دی ہو۔یا خود بھی فقیہ ومفتی تھے، خود سے ہی لکھی ہو، مگر بافیض استاد کا فیض تو ہوتا ہی ہے۔

یہ بارہ کتابیں ہیں جو درسیات سے متعلق ہیں۔ان میں تصنیف بھی ہے، تالیف بھی، تشریح بھی ہے، تعلیق بھی۔ان میں بیشتر ایسی ہیں جو دورِ حاضر کی نصابی تقاضوں کو پورا کرتی ہیں۔ان علمی، فنی، اُصولی کتابوں سے ملک العلماء کی درسی ونصابی صلاحیت ومہارت بھی بخوبی واضح ہوتی ہے۔مدرسہ منظراسلام بریلی کوچھوڑکرجواُن کا آغازِ تدریس کا زمانہ تھا، جہاں کہیں رہے مدرسِ اعلی رہے، صدرالمدرسین رہے، پرنسپل رہے۔فقہ، حدیث، تفسیر ہی ان کا میدان رہا۔منطق، فلسفہ، ہیئت، توقیت، ریاضی توان کے پسندیدہ موضوعات تھے ہی۔ اس میدان میں تمام علمائے عصر کے مرجع ومقتدا رہے۔مدرسہ شمس الہدیٰ پٹنہ، جو برطانوی

عہد کی مشہور درس گاہ تھی اس کے تدریسی ونصابی جملہ اُمور کے انجام دینے میں ملک العلماء کا پورا تعاون حاصل رہا۔ مدرسہ وخانقاہِ کبیریہ سہسرام میں یہی حال رہا۔ جامعہ لطیفیہ بحرالعلوم کٹیہار کو بامِ عروج تک پہنچا دیا۔ ان صلاحیتوں کو خود امام احمد رضا نے بھانپ لیا تھا، جانچ لیا تھا۔ تبھی تو لاہور کے خلیفہ تاج الدین کو لکھا، تمام خصوصیات کا ذکر فرمایا اور اپنے نفس پر ایثار کر کے ملک العلماء کو انجمن نعمانیہ لاہور بھیجنے کی آمادگی ظاہر کی۔ چنانچہ تدریس، تصنیف، مناظرہ جہاں کہیں جیسی ضرورت آن پڑی، اطرافِ ہند لاہور، شملہ، آرا، پٹنہ، سہسرام، کلکتہ، راندیر، مدراس امام احمد رضا نے انہیں بے دغدغہ روانہ کیا اور وہ ملک العلماء ہی تھے جنہوں نے میدان جیسا بھی رہا، سر کر کے ہی چھوڑا۔ امام احمد رضا نے جس اعتماد کا اظہار کیا، ملک العلماء نے اسے نبھایا ہی نہیں، زائد ہی کر دکھایا۔ مدرّس، مفتی، مصنف، مناظر، خطیب، واعظ، ان خصوصیات کا ذکر امام احمد رضا نے اس وقت فرمایا جب ملک العلماء فاضل نو جوان تھے۔ جب نوجوانی کا یہ عالم تھا، تو پختہ عمری میں بالغ نظری کا عالم کیا رہا ہوگا۔ عافیہ، وافیہ، تقریب، تذھیب وغیرہ جو ۱۳۳۵ھ، ۱۳۳۶ھ کی تصانیف ہیں۔ یہ ساری درسی کتابیں امام احمد رضا کی نظر سے گزریں اور امام احمد رضا نے ان کتابوں کو سراہا بھی۔ یہ نکتہ بھی توجہ کے قابل ہے۔ لہٰذا اب وقت آ گیا ہے کہ ان مذکورہ کتابوں میں سے بیشتر جو نصاب میں داخل کرنے کے لائق ہیں، زمانے کی گرد جھاڑ کر انھیں داخلِ نصاب کر لیا جائے۔ پس وپیش سے قوم پسپا ہوتی ہے۔ قبول میں عافیت ہے۔ استرداد میں اضطراب ہے۔ درسی ونصابی میدان میں بھی ملک العلماء کی ایک اہم خصوصیت ہے جو ان معاصرین میں کہیں اور نظر نہیں آتی۔

اب ایک نظر ان کتابوں پر، جو ملک العلماء نے اپنے عہدِ تحصیل ہی میں تحریر فرمائی۔ یہ بھی ملک العلماء کا انتہائی اہم امتیاز ہے، سب جانتے ہیں اُس دَور میں درسی کتابوں ہی کا سمجھنا، سنبھالنا مشکل ہوتا ہے۔ چہ جائے کہ قلم پکڑنا، وہ بھی تشریح وتعلیق کی حد تک، یہ بھی

نہیں کہ وہ کتابیں عام فہم ہوں۔ اہم کتابوں کی شرح و تعلیق لکھی، وہ بھی اردو نہیں، عربی زبان میں۔ اسی طرح ردّ و مناظرہ میں سوالات مرتب کرنا، مخاصم سے بحث کرنا اور لاجواب کر دینا۔ ملک العلماء کی خاص باتیں بھی اپنے ہم عصروں میں منتخب ہونے کی کھلی شہادت ہے۔ کیوں کہ یہ وصف اُن کے کسی بھی معاصر کی سیرت و سوانح میں نظر نہیں آتا۔ ملک العلماء ہی اس میں بالکل انفرادی شان لیے دکھائی دیتے ہیں۔

۱۳) (۱) شرح کتاب الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ، ۱۳۲۴ھ کی کاوش ہے۔ سنِ فراغت ۱۳۲۵ھ ہے۔ سیرتِ رسول اکرم پر حضرت قاضی عیاض بن موسیٰ (م ۵۴۴ھ) کی مشہور تصنیف 'کتاب الشفاء شریف' کی شرح ملک العلماء نے لکھی اور عربی زبان میں لکھی، مخطوطہ بخط شارح محفوظ ہے۔

۱۴) (۲) التعلیق علی القدوری، یہ تعلیق ۱۳۲۵ھ میں لکھی اور عربی زبان میں لکھی۔ درسِ نظامیہ کی یہ فقہی کتاب ہے۔ اس پر یہ تعلیق اہمیت کا حامل ہے۔

۱۵) (۳) ظفر الدین الجیّد، ۱۳۲۳ھ کی کوشش ہے۔ علماے بریلی و دیو بند کے اختلافات ڈھکے چھپے نہیں ہیں۔ امکانِ کذبِ باری تعالیٰ، علمِ غیب رسول اور دوسرے مسائل پر ملک العلماء نے بیس سوالات مرتب کیے۔ تحریر کی تاریخ ۱۴؍جمادی الاخریٰ ۱۳۲۳ھ ہے۔ اشرف علی تھانوی جو اُس وقت بریلی میں موجود تھے، اُن کے روبرو پیش کیا، اس رسالے میں دونوں کی ملاقات و بحث و مذاکرہ کی کیفیت درج ہے۔ یہ کتاب اس زمانے میں مطبع اہلِ سُنّت و جماعت بریلی سے چھپی بھی ہے۔

۱۶) (۴) ظفر الدین الطیّب، یہ بھی ۱۳۲۳ھ کی کوشش ہے۔ یہ ظفر الدین الجید کے بعد کی تحریر ہے۔

۱۷) (۵) مواہب ارواح القدس لکشف حکم العرس، سال تصنیف ۱۳۲۳ھ ہے،

کتاب کے آخر میں امام احمد رضا کی تقریظ بھی ہے۔قریب سو صفحے کا یہ رسالہ دوسری بار ترتیبِ جدید کے ساتھ 'عرس کی شرعی حیثیت' کے عنوان سے ادارہ افکارِ حق بائسی، پورنیہ کے اہتمام میں شائع ہو چکا ہے۔

۱۸) (۶) اعلام المساجد بمعروف جلود الاضحیۃ فی المساجد، یہ ۱۳۲۵ھ کی تصنیف ہے۔جو غیر مطبوعہ ہے۔عنوان کتاب سے موضوع ظاہر ہے۔

۱۹) (۷) الحسام المسلول علی منکر علم الرسول، سال تحریر ۱۳۲۳ھ ہے۔موضوع علم غیبِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے۔غیر مطبوعہ ہے۔

۲۰) (۸) مبین الہدیٰ فی نفی امکان مثل المصطفیٰ ۱۳۲۴ھ کی تصنیف ہے۔موضوع وہی امتناع نظیر کا اثبات ہے اور امکان مثلِ مصطفیٰ کا ابطال ہے۔یہ بھی غیر مطبوعہ ہے۔

۲۱) (۹) الافادات الرضویہ، اس کا موضوع اصولِ علمِ حدیث ہے۔ یہ وہی فوائد و نکات ہیں، جو ملک العلماء نے امام احمد رضا سے دورانِ درس سماعت کی ۔ یہ اور بات ہے کہ ترتیب واضافے کا کام بعد میں ہوا۔

۲۲) (۱۰) تسہیل الوصول الی علم الاصول، اس کا موضوع علمِ اصولِ فقہ ہے۔عجب نہیں یہ بھی 'الافادات الرضویہ' کے طرز پر ترتیب دی گئی ہو۔ یہ دس کتابیں ملک العلماء کے عہدِ طالب علمی کی یادگار ہیں۔کتابوں کے اسما اور موضوعات سے واضح ہے کہ یہ کس قدر اہم ہیں۔

۲۳) صحیح البہاری۔علمِ حدیث ملک العلماء نے اُس وقت کے سب سے مشہور ترین اساتذۂ حدیث سے حاصل کیا۔ایک تو وہی مشہور استاذِ حدیث حضرت مولینا شاہ وصی احمد محدث سورتی تھے، دوسرے بقول علمائے عرب راس المحدثین والمصنفین امام احمد رضا تھے۔علمِ حدیث، تفسیر، فقہ سے ملک العلماء کو خصوصی شغف تھا۔ان تینوں میں وہ مہارتِ تامہ

رکھتے تھے۔فنِ حدیث میں ملک العلماء نے پانچ چھ کتابیں تصنیف کیں۔ان میں سب سے اہم اور معتبر 'صحیح البہاری' ہے۔اس کی عظمت واہمیت کے لیے فنِ حدیث کا ہونا ہی کافی سے زائد ہے۔دوسری اہمیت اس کی یہ ہے، یہ کتاب جماعتِ حنفیہ اور سوادِ اعظم کے لیے نعمت غیر مترقبہ سے کم نہیں۔اس لیے کہ یہ پہلا موقع تھا کہ یہ کتاب فقہی ابواب کے طرز پر مرتب کی گئی ہے اور تمام فقۂ حنفی کے مسائل کی مستدل احادیثِ صحیحہ معتبرہ ومستندہ یکجا جمع کردی گئیں۔صحرا سر کرنے اور دریا عبور کرنے کی حاجت باقی ہی نہ رہی۔اس کتاب نے حنفی مسائلِ فقہ کے استخراج واستنباط میں علما وطلبائے احناف کو دوسری کتبِ احادیث کے دفاتر چھاننے، کھنگالنے سے بے نیاز کردیا۔

اس سے قبل فقۂ حنفی کی تائید میں حضرت شیخ محدث دہلوی (۹۵۸ھ۔۱۰۵۲ھ) نے 'فتح المنان فی تائید مذھب النعمان' لکھی تھی۔اس کے دو نسخے جامعہ ملیہ اسلامیہ اور دارالعلوم مئوناتھ بھنجن کے کتب خانوں میں ہیں۔اس نوع کی دوسری کوشش علامہ سید شاہ محمد مرتضیٰ زبیدی بلگرامی (۱۱۴۵ھ۔۱۲۰۵ھ) کی ہے۔جنہوں نے 'عقود الجواہر المنیفہ فی ادلۃ امام ابی حنیفہ' تحریر کی۔اس طرز کی تیسری کتاب 'آثار السنن' بھی ہے۔جس کے مصنف مولانا ظہیر احسن شوق نیموی بہاری (۱۲۷۸ھ۔۱۳۲۲ھ) ہیں۔۳۱۱ صفحات کی کتاب 'آثار السنن' ۱۳۱۸ھ میں قومی پریس لکھنؤ سے چھپی۔بعض مدارس کے نصاب میں شامل بھی ہوئی۔شاید اب بھی کہیں داخلِ نصاب ہو۔ان سب کے باوجود علمائے احناف کی وہ ضرورت پوری نہ ہوسکی۔خالص محدثانہ طرز پر کئی مجلدات پر مشتمل یہ 'صحیح البہاری' ہی ہے جو اس ضرورت کو پورا کرتی ہوئی نظر آتی ہے۔چونکہ یہ کتاب عقائد، اعمال، عبادات، معاملات تمام شعبوں کو محیط ہے، اس میں وہ تمام احادیث وآثار اکھٹے جمع ہیں جن پر مذہبِ احناف کی پوری عمارت کھڑی ہے اور فقۂ حنفی کا شاید ہی کوئی مسئلہ ہو جس کی سند استشہاد میں کوئی نہ کوئی خبر، اثر،

حدیث پیش نہ کی گئی ہو۔

سبھی خواص جانتے ہیں ملک العلماء نے اس کتاب کو خالص محدثانہ اسلوب میں چھ جلدوں پر مشتمل لکھنے کا منصوبہ تیار کیا تھا۔ دوسری جلد جو کتاب الطہارۃ و کتاب الصلوٰۃ کی احادیث پر مشتمل ہے۔اس کے مجموعی صفحات قریب ایک ہزار ہیں اوراحادیث کی تعداد تقریباً دس ہزار ہیں۔ پہلی جلد کتاب العقائد ہے۔ دوسری جلد کتاب الطہارۃ و کتاب الصلوٰۃ۔ تیسری جلد کتاب الزکوۃ، کتاب الحج، کتاب الصوم ہے، چوتھی جلد کتاب النکاح تا کتاب الوقف ہے۔ پانچویں کتاب البیوع تا کتاب الغصب ہے۔چھٹی جلد کتاب الشفعہ تا کتاب الفرائض ہے۔ دوسری جلد جو کتاب الطہارۃ والصلوٰۃ پر ہے۔ بربنائے سہولت اسے چار حصوں میں تقسیم کیا گیا۔ پہلا حصہ جو کتاب الطہارۃ ہے، یہ ۱۹۳۱ء میں شیخ غفور بخش کے اہتمام سے ابوالعلائی الیکٹرک پریس آگرہ سے چھپا۔کتاب الصلوۃ کے بقیہ تین حصے سید منظر علی ندوی کے برقی پریس، سبزی باغ، پٹنہ سے شائع ہوئے۔جس کا دورانیہ ۱۹۳۲ء تا ۱۹۳۷ء ہے۔ پھر ایک عرصۂ دراز کے بعد دوسری جلد کا عکسی ایڈیشن ۱۴۱۲ھ۔۱۹۹۲ء میں حیدرآباد،سندھ پاکستان سے شائع ہوا۔

جب ’صحیح البہاری‘ چھپ کر سامنے آئی، تو اس وقت کے جید مستند علما نے ملک العلماء کوخوب خراج تحسین پیش کیا، پذیرائی کی اور کتاب کوعلمِ حدیث کا بڑا علمی، دینی کارنامہ قرار دیا۔تقریظیں لکھیں، تبصرے لکھے۔ حضرت محدث سورتی کے تلمیذ رشید حضرت مولینا حکیم سعید الرحمٰن خان، حضرت مولینا مفتی عبدالقدیر عثمانی بدایونی پروفیسر شعبۂ دینیات عثمانیہ یونی ورسٹی، حیدرآباد، دکن، حضرت مولینا سید شاہ محی الدین زیب سجادہ نشیں خانقاہِ مجیبیہ پھلواری شریف، حضرت مولینا سید شاہ حیدر ولی اللہ قادری ناظم اعلیٰ دارالعلوم لطیفیہ حضرت مکان ویلور، مدراس، حضرت مولینا شاہ حبیب الحق شاہ سجادہ نشیں خانقاہِ عمادیہ منگل تالاب

پٹنہ اور دیگر علماے عصر نے زبردست قلمی خراج تحسین وآفریں پیش کیا۔ حافظِ ملت حضرت مولینا شاہ عبدالعزیز بانی جامعہ اشرفیہ مبارک پور، حضرت علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی، سید شاہ سلیمان پھلواری، مولینا سعید احمد اکبر آبادی صدر شعبۂ دینیات مسلم یونی ورسٹی علی گڑھ، مولینا حیدر شریف مہتمم امداد المعارف، حیدر آباد، مولینا شاہ عزّ الدین پھلواروی، استاذ ادب ندوۃ العلما لکھنؤ، مولینا سید اصغر علی جعفری صدر مدرس مدرسہ اصلاح المسلمین سنگی مسجد پٹنہ۔ وغیرہ نے 'صحیح البہاری' کی قدر و قیمت کا کھلے دل سے اعتراف کیا اور مصنف علام ملک العلماء کی علمیت اور حدیث کی خدمت کے معترف و مداح رہے۔ اختلافِ عقاید کے باوجود مولانا سید سلیمان ندوی ناظم دارالمصنفین اعظم گڑھ نے زبردست تبصرہ لکھا اور ماہ نامہ 'معارف' اعظم گڑھ میں چھاپا۔ مولینا عبدالماجد دریابادی نے کتاب پر کھل کر اظہارِ خیال کیا اور اپنے ہفت روزہ اخبار 'سچ' لکھنؤ میں شائع کیا۔ اسی طرح مشہور غیر مقلد عالم مولانا ثناء اللہ امرتسری نے کتاب وصاحبِ کتاب کی عظمت واہمیت پر روشنی ڈالی اور اپنے ہفت روزہ اخبار 'اہلِ حدیث' امرتسر میں شائع کیا۔ امام احمد رضا کے محبّ مولینا حکیم معراج الدین احمد نے وقیع تبصرہ لکھا اور اپنے ہفت روزہ اخبار 'الفقیہ' امرتسر میں شائع کیا۔ غرض کہ ملک کے طول وعرض سے کتاب کی بھرپور پذیرائی ہوئی۔ سُنّی، غیرسُنّی، مقلّد، غیر مقلّد تمام مکاتبِ فکر کے اہلِ علم نے 'صحیح البہاری' کو ایک شاندار علمی کارنامہ تسلیم کیا۔ بیسویں صدی عیسوی کا فنِ حدیث کا یہ عظیم الشان کارنامہ جو سوادِ اعظم کی اہم ترین نصابی ضرورت بھی ہے، آج پھر اہلِ سُنّت و جماعت کی خاص توجہ کا طالب ہے۔ اس حوالے سے کچھ اہم اشارے ہم نے اپنے مضمون 'ملک العلماء کی اوّلیات...... ایک چشم کشا تحریر' میں لکھ دیئے ہیں۔ جو روزنامہ اردو ٹائمز، ممبئ ۴ر جولائی ۲۰۰۸ء اور ماہ نامہ 'جامِ نور' دہلی شمارہ اگست ۲۰۰۸ء میں اشاعت پذیر ہوا ہے۔ مختصر یہ کہ اپنے زمانے کی سب سے زیادہ مشہور و پسندیدہ کتاب 'صحیح البہاری' کی جدید ترتیب

وتخریج اصولِ تدوین کی روشنی میں ہونی چاہیے اور حسنِ طباعت کے بعد مدارسِ اہلِ سُنّت کے نصاب میں داخل کرلینی چاہیے۔ یہ ضرورت بھی ہے اور زمانے کا تقاضہ بھی۔

ہیئت، توقیت، تکسیر، جفر، ریاضی، جومیٹری، الجبرا، علمِ مسطح، علمِ مثلث کروی، علمِ مناظر، علمِ مرایا، علمِ اکر، علمِ زیج، علمِ زائچہ وغیرہ ایسے بیسیوں علوم وفنون عجیبہ وغریبہ ہیں جن میں امام احمد رضا اپنے وقت میں تمام عرب وعجم، اکنافِ عالم کے تنہا مرجع وپیشوا تھے۔ ملک العلماء نے امام احمد رضا سے بقدرِ کفاف یہ فنون حاصل کیے جس کا اظہار امام احمد رضا نے اپنے ایک خط میں یہ کہہ کر کیا۔ 'یہ (ملک العلماء) فنِ توقیت سے تنہا آگاہ ہیں'۔ الغرض جس طرح امام احمد رضا اپنے دور میں متذکرہ فنون کے تنہا نہ صرف رمز شناس تھے، بلکہ واضع قواعد و شارح مسائل بھی تھے۔ اسی طرح ملک العلماء اپنے وقت میں ان علوم وفنون کے تنہا مرجع و مقتدا قرار پائے۔ پہلے وہ بریلی کے اوقاتِ صلوٰۃ وصوم وسحری کا نقشہ تیار کرتے تھے۔ بعد میں نینی تال، کان پور، بہار شریف، کلکتہ، گوالیار، بمبئی، لاہور، ملتان وغیرہ کے اوقات الصلوٰۃ والصوم کے نقشے اور جداول تیار کیے۔ ان میں سے کثیر جداول 'دبدبۂ سکندری' رام پور کی متعدد اشاعتوں میں شائع بھی ہوئے ہیں جو خاکسار کی نظر سے گذرے ہیں۔ کچھ رسالے ذاتی ذخیرے میں موجود بھی ہیں۔ ملک العلماء نے ہیئت وتوقیت میں سات آٹھ کتابیں یادگار چھوڑی ہیں۔ یہاں چند کتب ورسائل کا تعارف درج کیا جاتا ہے۔

۲۴) (۱) الجواہر والیواقیت فی علم التوقیت، معروف بتوضیح التوقیت۔ فنِ توقیت میں ملک العلماء کی یہ پہلی تصنیف ہے جو ۱۳۳۰ھ میں لکھی گئی۔ اس میں نصف النہار، ضحوۂ کبریٰ، طلوع وغروب، عصر، ضرب ستینی، تقسیم ستینی، کستوراعتباریہ، جیب لوگارثمی، دھوپ گھڑی، سمت قبلہ اور اس نوع کے دوسرے اہم وعلمی مسائل سادہ وسلیس زبان میں لکھے گئے ہیں۔ مثالیں بھی دی ہیں، نقشہ جات بھی درج کیے ہیں۔ اس کتاب تہدیہ ملک العلماء اپنے مخلص دوست

صدرالافاضل حضرت مولینا سید شاہ محمد نعیم الدین مرادآبادی کے نام کیا ہے جنوری ۱۹۴۳ء میں یہ کتاب زیر اہتمام الحاج محمد ظہور نعیمی، اہلِ سُنّت برقی پریس مرادآباد سے شائع ہوئی ہے۔

(۲۵) (۲) بدرالاسلام لمیقات کل الصلوۃ والصیام، یہ تاریخی نام ہے، جس سے ۱۳۳۵ھ کا استخراج ہوتا ہے۔ یہ کتاب ایک تمہید، تین مقاصد اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے۔

مقصد اوّل: قواعد استخراجِ اوقات و بیان کتب ضروریہ۔

مقصد دوم: میل کلی ۲۳ درجے، ۲۷ دقیقے مان کر پٹنہ کے لیے نمازوں اور روزوں کے اوقات، جو تقریباً پچاس سال کے لیے کارآمد ہوں گے۔

مقصد سوم: عرض ۵/درجے سے ۲۷ درجے تک جملہ بلاد وقصبات و مشہور قریات کا پٹنہ سے فصل کا اس کا قدر منٹ یا سکنڈ گھٹانے یا بڑھانے سے ان تمام آبادیوں کے لیے وہی وقت کارآمد ہوگا۔

خاتمہ: اس میں فنِ زیج وتوقیت کے نہایت نایاب وقیمتی مسائل ہیں۔ جن کا جاننا مسلمانوں کو ازبس ضروری اور غایت درجے مفید ہے۔ یہ کتاب سات جزو کی ہے۔ پورا رسالہ آج تک شائع نہیں ہوا ہے۔

(۲۶) (۳) مؤذن الاوقات۔ یہ رسالہ ۱۳۳۵ھ میں لکھا گیا۔ ہندوستان کے لیے ۱۲/درجہ عرض سے ۲۴/درجہ عرض تک ۲۳/رسالوں کو مرتب کرنے کی ضرورت تھی۔ جیسے جیسے یہ ضرورت درپیش آتی گئی، ملک العلماء 'مؤذن الاوقات' کے نسخے تیار کرتے رہے۔ درج ذیل دس شہروں کے اوقاتِ صلوٰۃ وصوم مختلف احباب کی ضرورت وفرمائش پر دس رسالے تیار

کیے۔ بمبئی ......عرض ۴۲ درجہ، حسبِ فرمائش حضرت مولینا مفتی حشمت علی خان لکھنؤ، خطی نسخہ بخط ملک العلماء محفوظ ہے۔

کلکتہ ......عرض ۲۲ درجہ، حسبِ فرمائش حضرت الحاج لعل محمد خان مدراسی، زکریا اسٹریٹ، کلکتہ، یہ نسخہ بھی محفوظ ہے۔

بہارشریف ......عرض ۲۵ درجہ.......................بخط مصنف محفوظ ہے۔

کان پور......عرض ۲۶ درجہ....................... // //

گوالیار......عرض ۲۶ درجہ حسبِ فرمائش حضرت مولینا امجد رضا خان قادری برکاتی تاریخ ترتیب یکم عید الفطر ۱۳۵۴ھ شائع ہو چکا ہے۔

بریلی......عرض ۲۹ درجہ حسب فرمائش حضرت مولینا حکیم حسنین رضا خان۔

نینی تال......عرض ۲۹ درجہ حسب فرمائش حضرت مولینا حامد رضا خان قادری۔

ملتان......عرض ۳۰ درجہ حسب فرمائش حضرت مولینا نیاز احمد قادری، لوہاری دروازہ، ملتان

لاہور.......................عرض ۳۱ درجہ حسب فرمائش ابوالحسنات حضرت مولینا سید احمد مرکزی حزب الاحناف لاہور۔

ان میں بیش تر کے قلمی نسخے کتب خانۂ خاص میں موجود ہیں۔ قصبہ بہارشریف، کلکتہ، گوالیار، بریلی، نینی تال اور بمبئی کے نسخے کئی کئی بار شائع ہوئے۔ پٹنہ اور اس کے اطراف کا مؤذن الاوقات کا چودھواں ایڈیشن ملک العلماء کی پوتی فریدہ مختار ایم اے (علیگ) نے رفاہِ عام کے لیے چھپوا کر مفت تقسیم کیا۔ خدا انھیں جزائے خیر دے۔

۲۷) (۴) توضیح الافلاک معروف بہ سلم السماء ۔ یہ ۱۳۴۰ھ کی تصنیف ہے۔ علمِ ہیئت کی یہ کتاب ایک مقدمہ، پانچ ابواب، ایک خاتمے پر مشتمل ہے۔ صفحات کی تعداد ۷۷/ ہے۔ قلمی نسخہ بخط مصنف محفوظ ہے۔

(۲۸) (۵) مشرقی کا غلط مسلک، ۱۳۵۸ھ کی کاوش ہے۔ خاکسار تحریک کے بانی عنایت اللہ خان مشرقی (۱۸۸۸ء۔۱۹۶۳ء) کے رسالہ، 'مولوی کا غلط مذہب نمبر ۹'، کے ردّ میں ہے، جس میں مشرقی کے اس دعویٰ کا ردّ وابطال علمی وفنی انداز میں کیا گیا ہے۔ مشرقی کا دعویٰ تھا کہ ہندوستان کی تمام مسجدوں کی سمتِ قبلہ غلط ہے، اس کتاب کی اہمیت کی بنا پر سیّد سلیمان ندوی نے ماہ نامہ 'معارف'، اعظم گڈھ کے دوشماروں، جنوری، فروری ۱۹۴۰ء میں 'مشرقی اور سمتِ قبلہ' کے عنوان سے شائع کیا۔ یہ رسالہ کتابی صورت میں اب تک شائع نہ ہو سکا۔ قلمی نسخہ بخط مصنف محفوظ ہے۔ ملک العلماء ہیئت وتوقیت میں گویا سدرۃ المنتہی پر فائز تھے۔ اس فن سے شوق رکھنے والے اہلِ علم خط کتابت سے بھی اُن سے استفادہ کرتے تھے۔ ایسے حضرات میں حضرت مولانا مفتی عمیم الاحسان استاذ مدرسہ عالیہ ڈھاکہ (یہ مدرسہ عالیہ کلکتہ ہی کا ایک حصہ ہے جو تقسیمِ ہند کے بعد تقسیم ہوکر ڈھاکہ منتقل ہوا) حضرت مولانا حافظ عبدالرؤف بلیاوی سابق نائب شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ مبارک پور اور حضرت الحاج محمد ظہور احمد نعیمی مرادآباد مرید خاص صدر الافاضل حضرت مولانا شاہ سید محمد نعیم الدین مرادآبادی بطور خاص قابلِ ذکر ہیں۔ ان کے خطوط ومکتوباتِ مشاہیر بنام ملک العلماء قلمی میں موجود ہیں اور جن حضرات نے پٹنہ یا کٹیہار میں قیام کر کے ملک العلماء سے ان علوم وفنون میں اخذ واکتساب کیا، ان میں یہ تینوں نام خصوصیت کے حامل ہیں۔

حضرت مولانا حافظ عبدالرؤف بلیاوی (متوفی ۱۹۷۱ء) سابق نائب شیخ الحدیث الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ، حضرت مولینا نظام الدین بلیاوی مدرس مدرسہ سبحانیہ الہ آباد اور حضرت مولینا محمد یحییٰ بلیاوی کے اسمائے گرامی نمایاں ہیں۔ اب ان فنون کے تنہا وارث وامین ملک العلماء کے شاگرد رشید مظہر اعلی حضرت امامِ علم وفن حضرت خواجہ مظفر حسین رضوی خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند ہیں، خدا اُن کی عمر دراز فرمائے۔

رضویات کے حوالے سے ملک العلماء کی جو محنت ٗ جدو جہد ٗ جاں سوزی، والہیت، وارفتگی اور گوناگوں خدمات ہیں، وہ اظہر من الشّمس ہیں، اس پر خاص گفتگو ٗملک العلماء ٗ کی اوّلیات-ایک چشم کشا تحریر، میں ہو چکی ہے، جس کی پذیرائی ہند و پاک کے طول وعرض سے ہوئی۔ یہاں صرف دو چند کتابوں کے ذکر پر اکتفا کیا جا رہا ہے۔

۲۹) حیاتِ اعلیٰ حضرت، چار جلدیں، سن تالیف ۱۳۶۹ھ

۳۰) المجمل المعدد لتالیفات المجدد سن ترتیب وطباعت ۱۳۲۷ھ

رضویات سے شغف و اشتغال رکھنے والے ان دونوں کتابوں کی داستان بلبل رنگیں نوا سے خوب واقف ہیں۔ یہاں دونوں کا تذکرہ طولِ مبحث کا باعث ہوگا۔

۳۱) چودھویں صدی ہجری کے مجدد۔ سن تالیف ۱۳۶۷ھ۔

یہ طویل مقالہ پہلے پہل ہفت روزہ ٗدبدبہٗ سکندری ٗ رام پور نے قسط وار چھ قسطوں میں (۳۰/اپریل ۱۹۴۰ء تا ۱۱/اکتوبر ۱۹۴۸ء) شائع کیا۔ کتابی صورت میں ۱۹۸۰ء میں طبع ہوا۔ جس پر محققِ اہلِ سُنّت علامہ ڈاکٹر جلال الدین قادری کھاریاں، گجرات پاکستان کی تقدیم وتحشیہ ہے۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد نے تمہید لکھی ہے۔ یہ اشاعت مکتبہ رضویہ لاہور کی ہے۔ اس کی تیسری اشاعت رضا دارالمطالعہ گلشن آدابِ رضا متعلقہ الجامعۃ النظامیہ ملک پور ہاٹ، ضلع کٹیہار نے کی۔

۳۲) القول الاظہر من بین یدی المنبر ۔ سن تالیف ۱۳۳۲ھ، اس موضوع پر ملک العلماء کا ایک فتویٰ ٗدبدبہٗ سکندری ٗ رام پور میں بھی شائع ہوا ہے۔ خطوطِ رضا میں بھی اس کا ذکر ملتا ہے۔ یہ رسالہ غیر مطبوعہ ہے۔

۳۳) ہادی الہداۃ لترک الموالات، سن تحریر ۱۳۳۹ھ ہے۔

تحریکِ ترکِ موالات، تحریکِ خلافت کے اُتار چڑھاؤ سے اہلِ نظر بخوبی واقف

ہیں۔ان تحریکوں کے مضر اثرات سے قوم کو متنبہ کیا۔جن خدشات کی نشان دہی امام احمد رضا اور ملک العلماء نے اپنی کتابوں، رسالوں میں کی تھی۔ بعد کو وہ صد فی صد درست نکلی۔ یہ کتاب امام احمد رضا کی نظر سے گزر چکی تھی۔خطوطِ رضا میں اس کتاب کے تعلق سے یہ جملے ملتے ہیں۔آپ کا رسالہ اب تک نہ دیکھ پایا،متفرق مقامات سے کچھ کچھ دیکھا ہے۔ جزاکم اللہ خیراً کثیراً...........بہرحال اسے دیکھ کر اللہ چاہے،تو جلد واپس کرنے کا ارادہ ہے'' اس کا قلمی نسخہ بخط مصنف محفوظ ہے۔

۳۴) ندوۃ العلما۔ ۱۳۳۸ھ کی تصنیف ہے۔ سید عبدالحیٔ ناظم ندوۃ العلما کی ایک سالانہ رپورٹ وروداد پر یہ تنقیدی تحریر ہے۔ یہ رسالہ ہفت روزہ 'دبدبۂ سکندری' رام پور میں چھ سات قسطوں میں شائع ہوا ہے۔ کتابی صورت میں اب تک چھپ نہیں سکا۔مؤخرالذکر تین کتابوں کا راست تعلق گو رضویات سے نہیں۔لیکن انہیں رضویات سے الگ رکھ کر دیکھا بھی نہیں جاسکتا۔

۳۵) عید کا چاند، ۱۳۷۰ھ کی تحریر ہے۔ ملک العلماء کے ایک مرید خاص ماسٹر قیس محمد خان استاذ محمڈن اینگلو عربک اسکول پٹنہ کے سوال کے جواب میں تحریر کیا گیا۔رویت ہلال کے بارے میں تار، ریڈیو، ٹیلی فون، وائرلیس، اخبارات کی خبر شرعاً معتبر نہیں۔اس میں ۱۹۵ علمائے سابقین و معاصرین کی تحریرات و تصدیقات بھی درج ہیں۔ان کا تعلق مختلف مکاتب فکر سے ہے۔اس میں امام احمد رضا کا نادر رسالہ جو چھ صفحوں پر مشتمل ہے، نقل کر کے محفوظ کر دیا گیا ہے۔نام ہے،ازکی الھلال بابطال ما احدث الناس فی امر المحال،مؤیدین کے اسما یہ ہیں،مفتی اعظم ہند حضرت مولانا شاہ مصطفیٰ رضا قادری بریلوی،حضرت سید شاہ بدرالدین قادری سجادہ نشیں خانقاہِ حبیبیہ پھلواری، مولینا مفتی مظہر اللہ نقشبندی دہلوی، حضرت مولانا عبدالقادر فرنگی محلی ،مولانا کفایت اللہ دہلوی،مولانا احمد سعید دہلوی، مشہور غیر مقلد عالم سید

نذیر حسین دہلوی، معروف دیوبندی عالم رشید احمد گنگوہی و اشرف علی تھانوی، مفتی محمد شفیع دیوبندی دارالافتا دارالعلوم دیوبند، مولانا عبدالخبیر صدر جماعت اہلِ حدیث پٹنہ، مولانا ابوالکلام آزاد، مولانا سید سلیمان ندوی، مولانا عبدالماجد دریابادی وغیرہ جناب قیس محمد خان نے اسے ۱۹۵۲ء میں ہی شاہ محمد صابر حسن خان صابری فاروقی کے زیر اہتمام برقی پریس دہلی سے شائع کرایا تھا۔ صفحات کی تعداد ۱۱۱ ر ہے۔ اس کا مخطوطہ بھی موجود ہے۔

۳۶) جواہرالبیان فی ترجمۃ الخیرات الحسان فی مناقبت الامام الاعظم ابی حنیفہ النعمان۔ کا اردو ترجمہ ہے۔ جونویں صدی ہجری کے مشہور مصنف علامہ شیخ شہاب الدین احمد ابن حجر مکی (متوفی ۹۷۳ھ) کی اہم تصنیف ہے۔ حضرت مولانا لعل محمد خان مدراسی کلکتہ کی فرمائش پر ملک العلماء نے یہ ترجمہ کیا اور انہوں نے ہی اپنے مطبع اہلِ سُنّت و جماعت زکریا اسٹریٹ کلکتہ سے ۱۳۳۳ھ میں شائع کیا۔ ترجمے کا سن بھی وہی ہے۔ دوسرا ایڈیشن بھی شائع ہوا۔ تیسرا ایڈیشن مکتبہ رضویہ نوریہ گلبرگ، لائل پور نے چھاپا۔ اسی طباعت کا عکسی ایڈیشن مکتبہ ایشیق استنبول، ترکی حضرت شیخ حسین حلمی بن سعید نے ۱۹۷۶ء میں شائع کیا۔ یوں اس مقبول عام ترجمے کے چار ایڈیشن شائع ہوئے۔ تاہم یہ اہلِ علم کی نظروں سے اوجھل ہے۔

۳۷) سرورالقلوب المحزون فی الصبر عن نورالعیون، حضرت امام جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) کی مشہور آفاق تصنیف وشرح الصدور فی شرح حال الموتیٰ فی القبور کا یہ اردو ترجمہ ہے۔ جو ملک العلماء نے اواخر ۱۳۳۸ھ میں کیا۔ اصل ترجمہ مع اضافہ مسائلِ ضروریہ صفحات ۱۱۲ ر بخط مترجم محفوظ ہے۔

ملک العلماء کے وصال (۱۳۸۲ھ) کے بعد ۱۴۰۳ھ میں یہ ترجمہ پٹنہ ہی سے شائع ہوا۔ طابع و ناشر تھے ملک العلماء کے ایک جاں نثار عقیدت منداور مرید خاص حضرت مولانا حافظ عبدالحفیظ صاحب ادارۂ شرعیہ پٹنہ۔

(۳۸) سدّ الفرار بمہاجری بہار۔ ۱۳۶۶ھ کی تصنیف ہے۔ ۳۲ صفحے کا یہ رسالہ ربیع الاوّل شریف ۱۳۶۶ھ میں لکھا گیا، اسی مہینے میں طبع ہوا۔ دو ہزار کی تعداد میں لیتھو آرٹ پریس دریا پور پٹنہ سے شائع ہوکر دور دراز کے علاقوں تک تقسیم کرایا گیا۔ وجہٗ تالیف اس کی یہ ہوئی، ۱۹۴۶ء میں بہار کے غیر مسلموں نے وہ سفاکیت، درندگی، بربریت کا سلوک مسلمانوں کے ساتھ کیا۔ جس سے مسلمان دل برداشتہ ہوکر خاصی تعداد میں بنگال اور سندھ کی طرف ہجرت کرنے لگے۔ اس افراتفری کے ماحول میں ملک العلماء نے مسلمانوں کی ڈھارس یہ کتاب لکھ کر بندھائی اور مسلمانانِ بہار یک گونہ طمانیت محسوس کرنے لگے۔ یہ رسالہ 'ہجرتِ بنگال' کے نام سے بھی معروف ہے۔

دراصل اِس دَور میں کانگریس اور مسلم لیگ کے درمیان جو سیاسی تصادم تھا، وہ بھی مسلمانوں کے لیے خوف و ہراس اور سراسیمگی کا باعث تھا۔ اس معاملے میں امام احمد رضا کے خلفا و تلامذہ اور وہ جواُن کے زیرِ اثر تھے، دو خانوں میں بٹ چکے تھے۔ ایک گروہ مسلم لیگ کا حامی تھا۔ جس کی قیادت صدر الافاضل حضرت مولانا شاہ سید محمد نعیم الدین مرادآبادی فرما رہے تھے۔ دوسرا گروہ نہ مسلم لیگ کا حامی تھا، نہ کانگریس کا۔ اس کی اپنی اسلامی وشرعی پالیسی تھی۔ اس کی قیادت و رہنمائی امام احمد رضا کے پیر خانہ مارہرہ مطہرہ کے زیب سجادہ ممدوح امام احمد رضا تاج العلما حضرت مولانا سید شاہ اولادِ رسول محمد میاں قادری فرما رہے تھے۔ حضرت ملک العلماء حضور تاج العلما کے خیالات سے متفق تھے۔ تقسیمِ ہند سے پہلے اور بعد میں مسلمانوں میں جو ابتری پھیلی، جانی و مالی نقصان ہوا، لوٹ مار، قتل، ہجرت کا بازار گرم ہوا۔ نفسا نفسی کے اس عالم میں خانقاہِ مارہرہ کا رول انتہائی تاریخی ہے۔ اسی تاریخی رول کا ایک اہم حصہ تھے حضرت ملک العلماء۔ ضرورت ہے کہ مارہرہ مقدسہ کے اس اہم تاریخی باب پر کام کیا جائے۔ کوئی فاضل قلم کار آگے آئیں، بھرپور مواد فراہم کیا جائے گا۔ خاکسار

کے پاس اس حوالے سے بھی کافی مواد ہے۔

۳۹) تنویر السراج فی ذکر المعراج ۱۳۵۳ھ وبعد۔

اس کی تقریب یوں ہوئی، خانقاہِ عالیہ تکیہ حضرت رکن الدین عشق (متوفی ۱۲۰۳ھ) کے سجادہ نشیں حضرت سید شاہ حمید الدین (متوفی ۲۲ رمضان ۱۳۶۴ھ) نے حضرت ملک العلماء کے مشورے اور تعاون سے جلسہ رجبی یعنی بیانِ معراج کا اہتمام کیا۔ یہ جلسہ رجبی رجب ۱۳۵۳ھ سے شروع ہوا اور کوئی پندرہ سولہ سال تک ہر سال ہوتا رہا۔ ملک العلماء اس جلسے کے خاص خطیب ہوئے تھے۔ ملک العلماء کی فرمائش پر ہر سال ایک مہمان خطیب بھی بلائے جاتے تھے۔ پہلے سال خانقاہ بنڈ ضلع مونگھیر کے سجادہ نشین حضرت مولانا سید شاہ قمر الہدیٰ (متوفی ۲۹ رمضان ۱۳۸۵ھ) مدعو تھے۔ آپ کے صاحب زادے سید شاہ احسن الہدیٰ (جو بعد کو خانقاہِ پنڈوہ شریف کے سجادہ نشیں ہوئے) ملک العلماء کے شاگرد خاص تھے۔ جنھوں نے ظفر منزل میں قیام کر کے ان سے تعلیم و تربیت حاصل کی۔ دوسرے سال حضرت مولانا مشتاق احمد کان پوری (متوفی ۱۳۵۵ھ) استاذ مدرسہ عالیہ کلکتہ، تیسرے سال حضرت مولانا عبدالواحد بدایونی، چوتھے سال محدث اعظم حضرت مولانا سید محمد کچھوچھوی (متوفی ۱۳۸۳ھ/۱۹۶۳ء)، پانچویں سال حضرت مولانا عبدالحامد قادری بدایونی (متوفی ۱۳۹۰ھ/ ۱۹۷۰ء)، چھٹے سال حضرت مولانا عبدالمجید آنولوی بریلوی (متوفی ۱۳۶۲ھ/ ۱۹۴۳ء)، تلمیذ خاص تاج الفحول حضرت مولانا شاہ عبدالقادر بدایونی (متوفی ۱۳۱۹ھ)، ساتویں سال حضرت مولانا وصی احمد سہسرامی، صدر مدرس جامعہ نعیمیہ مرادآباد- آٹھویں سال صدرالافاضل حضرت مولانا سید شاہ محمد نعیم الدین مرادآبادی (متوفی ۱۳۶۷ھ/ ۱۹۴۸ء) اور دسویں سال حضرت مولانا شاہ قاضی احسان الحق نعیمی اشرفی مفتی بہرائچ مدعو کیے گئے۔ ملک العلماء کا یہ انتہائی خلوص اور ان کی وسیع النظری تھی کہ اپنے قابلِ فخر معاصرین کو بلا کر

اپنے اسٹیج پر اُن سے تقریر کرواتے تھے۔ ورنہ وہ خود اس جلسے کے خطیب خاص وشہ نشین تھے۔
ملک العلماء نے پہلے سال **بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم** پر ڈھائی گھنٹے تقریر کی۔ دوسرے سال لفظ 'سبحان'، پر تیسرے سال 'الذی' پر، چوتھے سال، اسریٰ پر، پانچویں سال، 'بعبدہٖ' کے 'با' پر چھٹے سال 'عبد' پر، ساتویں سال 'بعبدہٖ' کی اضافت، پر، یعنی مسلسل تین سال حرف بعبدہٖ پر تقریر ہوئی۔ آٹھویں سال، لیلاً، پر گفتگو ہوئی، نویں سال، لیلاً، کی تنوین پر پورا خطاب ہوا۔ دسویں سال حرف، من، پر، گیارہویں سال پوری تقریر، من، کے متعلق پر ہوئی۔ بارہویں سال اور تیرہویں سال ظاہر ہے **المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ**، پر تقریریں ہوئی ہوں گی۔ اس طویل المدت تقریری سلسلے سے ملک العلماء کی دو اہم خصوصیت آئینہ ہوکر سامنے آتی ہیں۔ ایک تو قرآنی علوم و تفاسیر پر اُن کا عبورِ کمال واستحضار۔ دوسرے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے واقعۂ معراج پر کیسے کیسے واقعات، حقائق، معارف بیان کیے گئے ہوں گے اور حضور نبی کریم علیہ السلاۃ والتسلیم کے کیسے کیسے اوصاف، کمالات، محسن، مناقب، فضائل، خصائص کے تحت خطاب آئے ہوں گے۔ بالیقین یہ کہا جاسکتا ہے یہ تقریریں علم کا خزانہ ہوں گی اور حمائد ومحامدِ رسولِ پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا گنجینہ ہوں گی۔ افادۂ عام کی غرض سے یہ تقریریں ریکارڈ کر لی جاتی تھیں۔ حضور ملک العلماء ان پر ایک نظر ڈال لیتے تھے۔ یوں یہ تمام تقریریں محفوظ ہوگئیں۔ تقریروں کے مسوّدے کتب خانے میں موجود ہیں۔ ابتدائی چند سال کی تقریریں ابھی نہیں ملی ہیں۔ پانچویں، چھٹے، ساتویں اور گیارہویں، بارھویں سال یعنی ۱۳۵۷ھ، ۱۳۵۸ھ، ۱۳۵۹ھ، ۱۳۶۳ھ، ۱۳۶۴ھ کی تقریریں تنظیم نوجوانانِ اہل سُنّت، بھاٹی گیٹ، لاہور حافظ محمد شاہد اقبال صاحب کی توجہ سے شائع ہوگئی ہیں۔ گیارھویں تقریر کا پہلا ایڈیشن حضرت مولانا عبدالمرتضٰی وسید شمس الضحیٰ اعظیم آبادی کے زیر اہتمام رضوی دارالکتب سرائے سلطان،

لاہور نے تعلیمی پرنٹنگ پریس لاہور سے ''ذکرِ معراج'' کے نام سے شائع کیا۔ یہی تقریر ذکرِ معراج، کے نام سے ۱۹۷۸ء میں ادارۂ روضۃ المعارف، گھوسی، ضلع مئو سے شائع ہوئی۔ پھر اس تقریر کا تیسرا ایڈیشن مولانا طیب علی رضا مصباحی نے المجمع العلمی ہزاری باغ سے شائع کیا ہے۔ ذکرِ معراج کی ایک تقریر، ''بیانِ معراج'' کے عنوان سے ادارہ افکارِ حق بائسی، پورنیہ نے بھی شائع کی ہے۔ ضرورت ہے یہ تمام خطبات، ''خطباتِ معراج'' کے نام سے شائع کیے جائیں۔ اس سے عوام وخواص علما اور خطبا سبھی مستفیض ہوں گے۔

۴۰) **حیز السلوك فی نسب الملوك ۱۳۳۳ھ**

صوبۂ بہار میں جو ملک حضرات آباد ہیں، اُن کی زیادہ تعداد پٹنہ، نالندہ، گیا، مونگیر وغیرہ میں پائی جاتی ہے۔ تقسیمِ ہند کے وقت کچھ ملک خانوادوں کے اصحاب میں بنگلہ دیش منتقل ہوگئے اور کچھ پاکستان جاکر آباد ہوگئے۔ ۴۳ صفحے کی اس کتاب میں ۲۴ قصبات و مواضع کے ملک حضرات کا شجرۂ نسب بیان کیا گیا ہے۔ ملک حضرات کے مورثِ اعلیٰ حضرت سید ابراہیم ہیں۔ جو ملک بیّو کے عرف سے معروف ہوئے۔ وہ سلطان فیروز شاہ تغلق کے عہد (۷۵۲ھ۔۷۹۰ھ) میں شاہی فوج میں شامل تھے اور اچھے اونچے عہدے پر فائز تھے۔ قلعہ رہتاس، بہار کی جنگ میں ۱۳؍ذی الحجہ ۷۵۳ھ کو شہید ہوئے۔ جسدِ خاکی وہاں سے قصبہ بہار شریف لایا گیا اور ایک اونچی پہاڑی پر سپردِ خاک کیا گیا۔ مزارِ شریف پر عالی شان گنبد بنا ہوا ہے، جو زیارت گاہ خاص وعام ہے۔ حضرت سید ابراہیم کا نسب ساتویں پشت میں حضرت غوث پاک شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ سے جا ملتا ہے۔ یہ کتاب بھی غیر مطبوعہ ہے، قلمی نسخہ موجود ہے۔

۴۱) **النور والضیا فی سلاسل اولیا**

بزرگانِ دین کے ۱۶۲؍سلسلوں کا شجرہ اور اُن کے اسمائے گرامی اس میں درج ہیں

جن میں حضرت ملک العلماء کو بیعت، اجازت، خلافت حاصل تھی۔ پہلا شجرہ سلسلۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کا ہے اور آخری سلسلۂ عالیہ فردوسیہ منعمیہ شاکریہ کا ہے۔ اوّل الذکر سلسلے میں حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم تک ۳۸/ واسطے ہیں اور آخری سلسلے میں ۴۱/ واسطے ہیں۔ ۳۰۹/ صفحات کا یہ شجرہ ونسب نامہ بخط ملک العلماء محفوظ ہے۔

۴۲) مولودِ رضوی ۱۳۶۰ھ

میلادِ پاک کے موضوع پر یہ کتاب ملک العلماء نے محرم الحرام ۱۳۶۰ھ میں لکھی۔ پٹنہ کی مشہور خانقاہ درگاہ شاہ ارزاں کے سجادہ نشین سید شاہ حامد حسین حامدؔ (متوفی ۱۳۸۷ھ/ ۱۹۶۷ء) کی فرمائش پر یہ کتاب لکھی گئی۔ ملک العلماء نے اس میں میلادِ پاک کے موضوع پر مستند آثار و روایات درج کی ہیں۔ آسان اور دلکش پیرایۂ بیان اپنایا گیا ہے، تاکہ مرد و خواتین ہر دو بآسانی پڑھ سکیں اور سُن کر سمجھ سکیں۔ اس میں استاذِ زمن حضرت حسن بریلوی (متوفی: ۱۳۲۶ھ) شاگردِ داغ دہلوی اور اعلیٰ حضرت کی نعتیں بھی شامل ہیں۔ حضرت شاہ صاحب کا نعتیہ کلام وسلام بھی درجِ کتاب ہے۔ آخر میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی مشہور مناجات ''یاالٰہی ہر جگہ تیری عطا کا ساتھ ہو'' بھی زینتِ کتاب ہے۔ جس زمانے میں یہ میلاد نامہ لکھا گیا اُس زمانے میں اہلِ شوق ومحبت نے اس کی کثرت سے نقلیں لیں۔ محلّہ درگاہ شاہ ارزاں کے گھرانوں میں یہی میلاد نامہ عام طور پر پڑھا جاتا تھا۔ ''میلادِ رضوی'' کے نام سے یہ رسالہ پروفیسر مختارالدین احمد کی جامع تمہید کے ساتھ بزمِ عاشقانِ مصطفیٰ لاہور نے شائع کر دیا ہے۔

۴۳) اعلام الاعلام باحوال العرب قبل الاسلام ۱۳۴۱ھ

عنوان سے ظاہر ہے، یہ کتاب عربوں کے احوال، نسلوں، خصوصیتوں پر مشتمل ہے۔ قبائل، انساب، جغرافیہ پر بھی بحث ہوئی ہوگی۔ جو حضور رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم کی آمد آمد سے پہلے تھی۔ ۱۳۴۱ھ میں یہ اہم موضوع کی کتاب معرضِ وجود میں آئی، جو آج تک اشاعت پذیر نہ ہوسکی۔ مزید تفصیلات معلوم نہیں۔

(۴۴) نصرۃ الاصحاب باقسام ایصال الثواب ۱۳۵۴ھ

بہار کے مشہور اہلِ قرآن عالم سید محی الدین تمنا عمادی مجیبی پھلواروی (۱۸۸۸ء-۱۹۴۰ء) کے قائم کردہ چار سوالوں کے جواب میں تحریر کیا گیا۔

(۱) ایصالِ ثواب کا کوئی طریقہ قرآن پاک میں بتایا گیا یا نہیں؟ اگر ہے تو وہ کیا ہے؟

(۲) آپ کے اور خلفائے راشدین کے عہد ہائے مبارک میں مُردوں کے لیے ایصالِ ثواب کا کوئی معمول یا دستور تھا یا نہیں؟

(۳) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک میں اہلِ سُنّت واصحاب میں سے جو وفات پاتے گئے، مثلاً حضرت خدیجۃ الکبریٰ، حضرت رقیہ، حضرت اُم کلثوم، حضرت خبیب، حضرت حمزہ، حضرت جعفر طیار ودیگر شہدائے جنگِ بدر وحنین وتبوک وغیرہا، اُن کے لیے آپ خود یا آپ کے حکمِ مبارک سے اور صحابۂ کرام یا اہلِ بیت نے کبھی ایصالِ ثواب کیا یا نہیں؟ اگر کیا، تو کس طریقے سے؟

(۴) فقۂ حنفی میں کوئی طریقہ ایصالِ ثواب کا لکھا ہوا ہے یا نہیں؟ اگر لکھا ہے، تو وہ کیا ہے؟ اور خود حضرت امام اعظم وصاحبین رحمہم اللہ تعالیٰ سے کوئی روایت منقول ہے یا نہیں؟

اس استفسار کے جواب میں ملک العلماء نے ایک مستقل کتاب تصنیف کی اور پٹنہ سے شائع کی، تاکہ عام مسلمان اس سے مستفید ہوسکیں۔ پہلے سوال کے جواب میں ۲۰ر صفحات تحریر کیے، ایصالِ ثواب کے طریقوں پر بحث فرمائی، جو صدرِ اسلام سے سلفاً وخلفاً مسلمانوں میں رائج ہیں۔ دوسرے سوال کا جواب ۶۴ر صفحوں میں قلم بند کیا۔ رسولِ کریم اور خلفائے راشدین کے عہد ہائے مبارک میں ایصالِ ثواب کے پچیس طریقے احادیثِ قولی و

فعلی سے ثابت کیے۔ علمائے کرام سے صراحۃً و دلالۃً ماثور دلائل سے مسئلہ زیر بحث کو روشن کیا۔ پھر مزید تائید وتقویت کے لیے صوفیا و مشائخ کے تعامل وتوارث کے تفصیلی حوالے پیش کیے۔ اس طرح چوتھے سوال کے جواب میں دس صفحے رقم کیے۔ یہاں بھی دلائل و براہین کا ڈھیر لگا دیا۔ یوں عملی اسلوب میں نقلی و عقلی دلیلیں دے کر مستفتی کے تمام شبہات وشکوک کے ازالے کی کوشش فرمائی اور عام مسلمانوں کو تمنا عمادی کی دسیسہ کاری سے محفوظ فرمایا۔

یہ تاریخی کتاب اولاً پٹنہ ہی سے شائع ہوئی، دوسری اشاعت روضۃ المعارف گھوسی، مئو یوپی کی ہے۔ تیسری اشاعت غالباً حضرت مولانا سید شمس الضحیٰ عظیم آبادی دارالعلوم حزب الاحناف لاہور کی ہے۔ چوتھی اشاعت 'المجمع العلمی' ہزاری باغ بہار کی ہے۔ یہ ایسی کتاب ہے جس کی اب بھی اشاعت کی ضرورت ہے۔

فنِ مناظرہ وروداد مناظرہ پر ملک العلماء کی قریب دس کتابیں ہیں، ان کتابوں کا ایک سرسری جائزہ یہ ہے۔

(۴۵) گنجینۂ مناظرہ ۱۳۳۴ھ

اس کی تقریب یوں ہوئی، علاقہ مارواڑ، راجستھان کے ایک مولوی ولی اللہ کی کلکتہ بھی آمدورفت تھی۔ شعبان، رمضان ۱۳۳۴ھ میں کلکتہ کے اہلِ سُنّت و جماعت کو انھوں نے ورغلانا چاہا اور مناظرے کا چیلنج دے دیا۔ جسے اہلِ سُنّت نے قبول کرلیا۔ حضرت مولانا الحاج لعل محمد خان زکریا اسٹریٹ نے اعلیٰ حضرت کو خط لکھا اور ملک العلماء کو فوراً کلکتہ بھیجنے کی درخواست کی۔ ملک العلماء کا طریقہ تھا، شعبان کی چھٹی گزار کر وہ رمضان میں بریلی آجاتے تھے، اعلیٰ حضرت کے تصنیفی کاموں میں ہاتھ بٹاتے تھے، ملک العلماء بریلی میں موجود تو تھے ہی، اعلیٰ حضرت نے انہیں فوراً کلکتہ روانہ کر دیا، ساتھ میں کئی مسودات بھی تبییض کے لیے دے دیئے۔ اس سفر میں ملک العلماء نے امام احمد رضا کی ''تسہیل التعدیل'' وغیرہ کی تبییض

کی تھی۔ خطوطِ رضا میں اِن باتوں کا ذکر ملتا ہے۔ خیر ملک العلماء جب کلکتہ تشریف لے گئے، تو مناظرے کا چیلنج دینے والا کلکتہ سے فرار ہو چکا تھا یا روپوش تھا، بار بار دعوتِ مناظرہ دینے پر بھی وہ ظاہر نہیں ہوا۔ پیشِ نظر کتاب بھی اسی واقعے کی تفصیل ہے۔ یہ کتاب اسی زمانے میں الحاج عبدالرحمٰن نے چھپوائی تھی، جو اسی علاقہ مارواڑ راجستھان کے رہنے والے تھے، کلکتہ میں مقیم تھے، قریب سو برس ہونے کو آئے، کتاب نایاب ہے۔

۴۶) ظفرالدین الجید ۱۳۲۳ھ

یہ وہی کتاب ہے، جو بیس علمی سوالات اور مناظراتی و مواخذاتی استفسارات پر مشتمل ہے۔ خبر ہوئی کہ اشرف علی تھانوی بریلی میں ہیں، ملک العلماء نے یہ سوالات مرتب کیے اور لے کر اُن کے پاس پہنچ گئے۔ ملک العلماء کے عہدِ طالب علمی کا یہ زمانہ تھا، اس رسالے میں اُسی ملاقات کی کیفیت و سرگزشت درج ہے۔ تاریخ ترتیب ۱۴؍ جمادی الاخری ۱۳۲۳ھ ہے۔ یہ رسالہ اسی دور میں مطبع اہلِ سُنّت و جماعت بریلی سے شائع ہوا تھا، خاکسار کے ذخیرے میں بھی ہے۔

۴۷) شکستِ سفاہت ۱۳۲۶ھ

یہ مناظرہ میوات، اطراف فیروز پور، جھرکا کی رودادِ مناظرہ ہے۔ حضرت مولانا شاہ رکن الدین نقشبندی الوری اور حضرت مولانا احمد حسین خان رام پوری کی درخواست پر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے ملک العلماء کو ایک جبہ عنایت کیا اور فرمایا: یہ مدینہ طیبہ کا ہے، اس مناظرے میں حضرت مولانا شاہ رکن الدین نقشبندی الوری اور حضرت مولانا شاہ ارشاد علی الوری بھی شریک تھے۔ بد مذہب مناظر نے عربی زبان میں گفتگو کی شرط لگائی تھی، مگر تھوڑی ہی دیر میں اُس کا پتّہ پانی ہو چکا تھا۔ خود ہی اردو سلسلۂ گفتگو پر اُتر آیا۔ ملک العلماء نے بھی تفہیم عوام کے لیے اردو میں گفتگو کی اور مخالف ہر طرح ہر موڑ پر پسینہ پونچھتا رہا۔ بالآخر راہِ

فرار کے سوا چارہ ہی کیا تھا۔ خیر یہ اسی مناظرے کی روداد ہے۔ یہ رسالہ وہیں کے مقامی حضرات کی خواہش کے پیش نظر چھپ کر عام ہوا۔

۴۸) کشف الشورمن مناظرۃ رام پور ۱۳۳۲ھ

یہ مناظرۂ رام پور کی روداد ہے، اس کی تفصیلات میری نظر میں نہیں۔

یہ رہا ملک العلماء کی تصانیف وتراجم کا ایک موضوعاتی جائزہ۔ ایسی کثیر التصانیف، کثیر الجہات شخصیت جو ایک جہانِ علم ہے، پردۂ خفا میں ہے۔ جائے افسوس بھی ہے، مقامِ حیرت بھی۔ ملک العلماء کی شخصیت جماعت کی میراث ہے، آبرو ہے۔ اُن کی تصانیف جماعت کی پونجی ہیں، سرمایہ ہیں۔ اب وقت آ گیا ہے، اُن کی شخصیت، علمیت، تصانیف، خدمات پر کام کیا جائے۔ فضلائے عصر آگے بڑھیں، مل جل کر کام کریں۔

OOOOO